تحت اللفظ مرثیہ: ۳

در حالِ حضرت علی اصغرؑ بن حسینؑ صغیر مجاہد

۱

ہمیشہ غنچہ و گل سے چمن کی زینت ہے
نجوم و ماہ سے چرخِ کہن کی زینت ہے
چراغ و شمع سے ہر انجمن کی زینت ہے
دُرِ خوش آب سے کانِ عدن کی زینت ہے
پسر سے حسرتِ قلبِ بشر نکلتی ہے
نہال ہوتا ہے شاخِ شجر جو پھلتی ہے

۲

زمانہ خوب ہے واقف نہیں کچھ اس میں کلام
پسر سے چلتا ہے جدّ و پدر کا خلق میں نام
خوشا نصیب کہ جس کا پسر ہو نیک انجام
جہاں میں نام ہو روشن پدر کے آئے کام
حیات وقف کرے فیضِ عام کی خاطر
فنا بھی ہو تو بقائے دوام کی خاطر

۳

عطا کرے جسے ایسا پسر خدائے قدیر
فزوں ہو اس کی زمانے میں عزت و توقیر
ہو اس جہان کی شاہی نظر میں اس کی حقیر
مثال اس کی ہیں دنیا میں حضرت شبیرؑ
دیے وہ آپ کو فرزند ربِ یکتا نے
زبانِ بندہ حق پر ہیں جن کے افسانے

۴

کسے زمانے میں ملتے ہیں ایسے نورِ نظر
ہر ایک راحتِ جانِ علیؑ و پیغمبرؐ
خدا کے فضل سے سب افتخارِ جدّ و پدر
جمال و حسن میں احمدؐ جلال میں حیدرؑ
جب آیا وقت ہر اک گلعذار کام آیا
جواں کا ذکر ہے کیا شیر خوار کام آیا

۵

پسر جو ہوتا تھا گھر میں حسینؑ کے پیدا
مآل سوچ کے کرتے تھے آپ شکرِ خدا
کبھی جو دیکھتے تھے غور سے رخِ زیبا
نظر میں پھرتے تھے سب واقعاتِ کرب و بلا
ہر اِک سے کہتے تھے وہ فخرِ خاندان پسر
کرے گا میری مدد وقتِ امتحان پسر

۶

ملی ولادتِ اصغرؑ کی آپ کو جو خبر
حرم سرا میں گئے بادشاہِ جنّ و بشر
اٹھا کے بچے کو لے آئیں زینبؑ مضطر
کہا کہ دیکھیے اَے بھائی شکلِ نورِ نظر
حسینؑ بولے خوشا بخت گلعذار ہے یہ
مرے چمن کی بہن آخری بہار ہے یہ

۷

حسینؑ دیکھ کے صورت پسر کی نازاں ہیں
بہن سے کہتے ہیں یہ میرے دل کا ارماں ہیں
علیؑ ہو نام کہ ہمشکل شیرِ یزداں ہیں
ہر ایک روتا ہے بچہ مگر یہ خنداں ہیں
خلافِ فطرتِ انساں ہے یہ ہنسی ان کی
بہت ہی کم نظر آتی ہے زندگی ان کی

۸

کہا یہ بہنوں نے بھائی پسر مبارک ہو
یہ پارۂ دل و لختِ جگر مبارک ہو
یہ نورِ چشم یہ رشکِ قمر مبارک ہو
یہ ماہ و سال یہ شام و سحر مبارک ہو
وہ بھولی بھالی ہے صورت کہ پیار آتا ہے
یہ زندگانیٔ دنیا پہ مسکراتا ہے

۹

خدا کرے کہ یہ سائے میں آپ کے ہو جواں
رہے حضور کا اس سے جہاں میں نام و نشاں
دو اس کے کانوں میں بھائی اقامت اور اذاں
دعائیں دم کرو اس پر یہ سارے گھر کی ہے جاں
ہوئی علیؑ کی ولادت اسی مہینے میں
یہ فرق ہے کہ وہ کعبہ میں یہ مدینے میں

۱۰

حسینؑ دے چکے جس دم اقامت اور اذاں
گلے کو چوم کے دم اس پہ کی دعائے اماں
لیے تھی ہاتھوں پہ اس کو جو زینبؑ ذی شاں
یہ دیکھا اشک ہیں آنکھوں سے شاہِ دیںؑ کی رواں
کہا کہ روتے ہیں کیوں آپ بے محل بھائی
کہوں یہ کیسے کہ بے جا ہے یہ عمل بھائی

۱۱

مجھے بتایئے کیا اس میں رازِ قدرت ہے
عیاں ہر اک پہ ہے جو مقتضائے الفت ہے
خدا کا شکر یہ بچہ ابھی سلامت ہے
سنوں میں کاش کہ یہ گریۂ مسرت ہے
ہوں آپ شاد کہ خالق نے نورِ عین دیا
علیؑ کی شکل میں اک ناصرِ حسینؑ دیا

۱۲

کہا یہ شہ نے میں اس کے ہی انتظار میں تھا
خیال اسی کا مرے قلبِ بے قرار میں تھا
یہ پھول وہ ہے کہ جو منتخب ہزار میں تھا
یہ وہ گہر ہے جو دریائے آبدار میں تھا
یہ میرا لال بہن نازشِ امامت ہے
اسی پہ تکملۂ محضرِ شہادت ہے

۱۳

یہ سب سے چھوٹا ہے لیکن بڑا کرے گا کام
اسی سے خلق میں میرا رہے گا زندہ نام
پیے گا یہ بھی شہادت کا میرے ساتھ ہی جام
یہی ہے اصل میں مقصد کا میرے استحکام
یہ ایک روز مرے کام آئے گا زینبؑ
یہ بارِ بخششِ امت اٹھائے گا زینبؑ

۱۴

میں ساتھ لے کے مدینے سے اس کو جاؤں گا
تمام کنبے کی فرقت کا داغ اٹھاؤں گا
خدا نے چاہا تو واپس نہ پھر کے آؤں گا
میں ایک چھوٹی سی بستی کہیں بساؤں گا
بلا کے دشت میں ثابت قدم رہے گا حسینؑ
کریں گے ظلم جو اعداء انہیں سہے گا حسینؑ

۱۵

اب اس کو لے کے میرے پاس سے بہن جاؤ
تم اپنے ہاتھوں سے نورِ نظر کو نہلاؤ
شلوکا چھوٹا سا اس مہ لقا کو پہناؤ
اگر پیے تو اسے ماں کا دودھ پلواؤ
کہو یہ بھابھی سے اپنی پسر کو پیار کریں
لگا کے سینے سے لختِ جگر کو پیار کریں

۱۶

مری طرف سے یہ کہنا رکھیں خیال اس کا
مجھے گوارہ نہ ہو گا کبھی ملال اس کا
خدا نے چاہا تو دیکھو گی تم کمال اس کا
زمانے بھر کو ہلا دے گا اک سوال اس کا
تمہارا ننھا مجاہد بڑا جری ہو گا
یہ شمعِ بزمِ شہادت کی روشنی ہوگا

۱۷

میں عنقریب مدینے سے جانے والا ہوں
تمہیں عبارتِ محضر سنانے والا ہوں
جو ساتھ جائیں گے ان کو بتانے والا ہوں
مصائبِ رہِ غربت اٹھانے والا ہوں
جوان و پیر کے ہمراہ خورد سال بھی ہیں
چمن کے غنچے بھی ہیں گل بھی ہیں نہال بھی ہیں

۱۸

ہیں جانِ قافلہ عباسؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
عزیز و دوست کریں گے کچھ اور ساتھ سفر
حسین کی ہے یہ تجویز حکمِ حق ہو اگر
ہوں بیبیاں بھی مرے ساتھ ساتھ ناقوں پر
چمن کی میرے خزاں اب بہار لوٹے گی
مزار نانا کا اماں کی قبر چھوٹے گی

۱۹

سنا جو حضرت زینبؑ نے بھائی کا یہ سخن
کہا کہ آپ یہ کیا کہتے ہیں نثار بہن
مری دعا ہے یہ ہر وقت یا امامِ زمن
ہرا بھرا رہے تا حشر میری ماں کا چمن
وطن کو چھوڑ کے آرام کون پاتا ہے
قدم قدم پہ بڑی زحمتیں اٹھاتا ہے

۲۰

میں جانتی ہوں کہ ہیں آپ امامِ حق آگاہ
مگر یہ سن کے تو حیرت ہوئی مجھے واللہ
یہ شیر خوار بھی جائے گا آپ کے ہمراہ
سفر میں دیکھیے کیا حال ہو خدا کی پناہ
میں کیا بتاؤں مری روح نکلی جاتی ہے
یہی ہے فکر کہ تقدیر کیا دکھاتی ہے

۲۱

کہا حسینؑ نے اَے زینبِؑ خجستہ خصال
تمہارے بھائی کو ہر دم ہے دینِ حق کا خیال
کرے گا وعدۂ طفلی وفا علیؑ کا لال
مجھے یقین ہے رہنا وطن میں اب ہے محال
میں اپنے پھولوں سے دشتِ بلا بساؤں گا
خزاں سے گلشنِ اسلام کو بچاؤں گا

۲۲

یہ میرا اصغرِؑ غنچہ دہن ہے جانِ بہار
خدا نے چاہا تو ہوگا یہ زینتِ گلزار
ہے کامیابی کا میری اسی پہ دار ومدار
رگِ گلو پہ یہ روکے گا تیر کفر کا وار
اسی کے نام سے باقی رہے گی یادِ حسینؑ
بنے گا سرخئ افسانۂ جہادِ حسینؑ

۲۳

میں چاہتا ہوں بڑھے اس سے شانِ صبرِ حسینؑ
یہی جہاں میں ہو مشہور جانِ صبرِ حسینؑ
نشانِ قبر ہو اس کا نشانِ صبرِ حسینؑ
ہو اس پہ خاتمۂ امتحانِ صبرِ حسینؑ
یہ میرا لال بنے زیب کاروانِ حسینؑ
لہو سے اس کے ہو رنگین داستانِ حسینؑ

۲۴

مہینہ بھر کے بھی ہونے نہ پائے تھے اصغرؑ
وہ وقت آیا نبیؐ دے گئے تھے جس کی خبر
چلے مدینے سے لے کر عزیزوں کو سرور
سوار ہو کے چلیں بیبیاں بھی ناقوں پر
وطن کو چھوڑ کے مکّہ میں شاہِ دیں پہنچے
قریبِ خانۂ حق خلد کے مکیں پہنچے

۲۵

وہاں پہنچ کے کیے چارہ ماہ شہؑ نے بسر
یکایک آپ نے حالت جو دیکھی نوعِ دگر
بدل کے عمرے سے حج کو کیا وہاں سے سفر
ابھی تھے راہ میں کوفے کی شہ ملی یہ خبر
دغا سے مسلمِ مظلومؑ کو شہید کیا
غضب ہوا کہ ستم لاش پر شدید ہوا

۲۶

یہ سن کے منزلِ مقصد کی سمت شاہ چلے
مآل سوچ کے دیندار و دیں پناہ چلے
جگر کو تھام کے ہاتھوں سے بھر کے آہ چلے
رضائے حق کے لئے عاشقِ الٰہ چلے
دوئم تھی ماہِ عزا کی جو کربلا پہنچے
سفر تمام ہوا شاہِ دوسرا پہنچے

۲۷

خیام ابھی نہ ہوئے تھے حسینؑ کے برپا
ہوا یہ شور کہ آتا ہے لشکرِ اعداء
قریب اتنے میں سردارِ فوج آ پہنچا
بگڑ کے اس نے یہ عباسؑ نامور سے کہا
ابھی تو خیر ہے اٹھنے کا اہتمام کرو
یہاں سے دور کہیں جا کے تم قیام کرو

۲۸

ہمیں یہ حکم ہے ساحل پہ کوئی آ نہ سکے
کسی طرح کوئی آگے قدم بڑھا نہ سکے
جو آ گیا ہو تو خیمے یہاں لگا نہ سکے
قریب نہر کوئی تشنہ لب بھی جا نہ سکے
ہمارے بعد بھی فوجوں پہ فوجیں آئیں گی
خیال یہ ہے کئی کوس میں سمائیں گی

۲۹

یہ سن کے آ گیا عباسِؑ نامور کو جلال
قدم بڑھا کے یہ فرمایا بس زباں کو سنبھال
ہمیں ہٹا دے یہاں سے بھلا یہ کس کی مجال
یہ تو نے کیا کہا غافل غلط ہے تیرا خیال
بڑھائی بات اگر قصہ مختصر ہوگا
غرور تیرا دم میں خاک پر ہوگا

۳۰

تجھے خبر نہیں ہیں کون وہ بلند مقام
کہ جن کے قافلے نے اس جگہ کیا ہے قیام
وہ دیکھ سامنے کرتے ہیں شاہِ دیں آرام
بپا خیام ہوں ساحل پہ ہے یہ حکمِ امام
یہ چاہتا ہے ترائی میں شیر نر نہ رہیں
قریبِ نہر شہنشاہِ بحر بر نہ رہیں

۳۱

بنا ہے فوج کا افسر تجھے ہے اس پہ غرور
ہمارے آگے چلے گا نہ تیرا زُور نہ زُور
ہمیں سمجھتا ہے کمزور عقل کا ہے فتور
یہ بات کہتا نہ ہرگز جو ہوتا تجھ کو شعور
تو جانتا نہیں شیرِ خدا کا شیر ہوں میں
علیؑ کو ناز تھا جس پر وہی دلیر ہوں

۳۲

یہ بات کہہ کے جری نے زمیں پہ خط کھینچا
وہاں سے ہٹ کے کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا
جو حوصلہ ہے تو حد سے قدم بڑھا کے دکھا
مدد کے واسطے تو اپنی فوج کو بھی بلا
انہیں بھی آنے دے جو اور آنے والے ہیں
ہم اپنے شیروں کو اُس وقت تک سنبھالے ہیں

۳۳

جب اس نے دیکھا کہ بگڑے ہیں شیر کے تیور
کہا یہ شور قریب اپنی فوج کے جا کر
تماشہ دیکھنے آئے ہو ہے خیال کدھر
کھڑا ہے گھاٹ کو روکے ہوئے علیؑ کا پسر
یہ کہہ چکا ہے جو آیا اِدھر سزا دوں گا
بڑھی جو بات تو دریائے خوں بہا دوں گا

۳۴

یہ سن کے بڑھنے لگی اُس طرف سے فوجِ وغا
ہوا جو شور تو جا کر کسی نے شہ سے کہا
حضور چلیے کہ جانِ وفا کو غیض آیا
سنا ہے ہو گیا سردارِ فوج سے جھگڑا
پہنچ گئے ہیں اِدھر کے بھی سب دلیر وہیں
قدم جمائے ابھی تک کھڑا ہے شیر وہیں

۳۵

خبر یہ سن کے چلے بادشاہِ بحر و بر
قریب بھائی کے پہنچے بحالتِ مضطر
جو دیکھا شاہ نے بگڑے ہیں شیر کے تیور
بھرے ہیں غیض میں عباسؑ فوج پہ ہے نظر
زَباں پہ ہے ابھی تلوار بے نیام نہیں
قدم ہٹاؤں تو عباسؑ میرا نام نہیں

۳۶

کہا حسینؑ نے عباسؑ کس طرف ہے خیال
یہ وقت وہ ہے مناسب نہیں کسی سے جدال
وہ کام چاہیے کرنا ہو جس کا نیک مآل
ہمارا کہنا نہ مانا تو ہو گا سخت ملال
خدا کے واسطے غصے کو تھام لو عباسؑ
سکون و صبر و تحمل سے کام لو عباسؑ

۳۷

اگر ہے ہم سے محبت تو چھوڑ دو ساحل
وہ جاہلوں سے الجھتے نہیں جو ہیں عاقل
ہمارے رتبے سے واقف جو ہوتے یہ عاقل
نہ ہوتے فاسق و فاجر کی فوج میں شامل
یہ ہو کے تابعِ حکمِ یزید آئے ہیں
حصولِ زر کے لئے حق سے رخ پھرائے ہیں

۳۸

یہ سن کے شاہ سے غازی نے سر کو نہوڑایا
کیا جو ضبطِ غضب سارا جسم تھرّایا
گلے میں ڈال کے ہاتھوں کو شہ نے فرمایا
ہماری بات سنو بھائی گوشِ دل سے ذرا
وطن کو چھوڑا ہے ہم نے ہوئے ہیں شہر سے دور
عبث ہے فکر جو خیمے بپا ہوں نہر سے دور

۳۹

علاوہ اس کے ہمیں یہ خیال ہے ہر دم
ہمارے ساتھ ہیں وہ بیبیاں بجاہ و حشم
کہ جن کے پردے سے باہر کبھی نہ نکلے قدم
سنیں گے ان کی جو آواز آہ نامحرم
خلافِ حکم خدا و رسولِ حق ہوگا
جناب فاطمہؑ کی روح کو قلق ہوگا

۴۰

یہ سن کے شاہ کے ہمراہ یوں چلے عباسؑ
بدن میں رعشہ تھا لب پر تھی آہ دل تھا اداس
ہر اک سے کہنے لگا پھر وہ شہ کا رتبہ شناس
اٹھاؤ، خیمہ رہے اب نہ کوئی نہر کے پاس
یہی درست ہے لشکر عدو کا دور رہے
خیالِ پردۂ اہلِ حرم ضرور رہے

۴۱

غرض بپا ہوئے ساحل سے دور شہ کے خیام
گئے خیام میں سب اہل بیتؑ شاہِ انام
بلا کے بھائی کو زینبؑ نے تب کیا یہ کلام
کدھر ہیں دے کوئی عباسؑ کو یہ میرا پیام
بہن سے ملنے کو خیمے میں آیئے جلدی
خدا کے واسطے صورت دکھایئے جلدی

۴۲

سنا جو حضرت عباسؑ نے بہن کا پیام
گئے حسینؑ کے ہمراہ گھر میں مثلِ غلام
جو دیکھا آ گئے بھائی کو لے کے شاہِ انام
پکاریں تم پہ ہو قربان زینبؑ ناکام
میں کیا بتاؤں کہ کیا کیا مجھے خیال آیا
سنا تھا جب سے کہ عباسؑ کو جلال آیا

۴۳

خدا کا شکر ہے تم آئے خیر سے بھائی
زہے نصیب کہ صورت بہن کو دکھلائی
میں بے حواس ہوں جب سے ہے یہ خبر پائی
کسی سے لڑنے کو دریا پہ فوج ہے آئی
سنا ہے یہ کہ ابھی اور فوجیں آئیں گی
تمام دشت و بیاباں میں پھیل جائیں گی

۴۴

دیا بہن کو یہ عباسِؑ نامور نے جواب
میں عرض کیا کروں سینے میں ہے جگر بے تاب
ہیں آپ عرش حَشَم اور حسینؑ عرش جناب
حضور چاہیں تو کھولوں میں بڑھ کے فتح کا باب
بغیر اذن کرے کیا ، غلام ہے عباسؑ
ازل سے تابعِ حکمِ امام ہے عباسؑ

۴۵

نہ روک دیتے اگر مجھ کو سرورِ ذی جاہ
تو رہنے پاتی نہ ساحل پہ یہ عدو کی سپاہ
میں تیغ تول کے بڑھتا جو مثل شیرِ الٰہ
نہ ملتی ہاتھ سے میرے کسی شقی کو پناہ
میں آبِ تیغ سے طوفان اٹھا کے دم لیتا
زمیں پہ خون کا دریا بہا کے دم لیتا

۴۶

قریب ان کے کھڑے تھے جو شاہِ ہر دو سرا
سنیں یہ بھائی کی باتیں تو آہ بھر کے کہا
ارادہ جنگ کا ہوتا اگر مرا بھیا
وطن سے عورتوں بچوں کو ساتھ کیوں لاتا
خدا گواہ نہ یوں ہم کلام تم ہوتے
جو میری طرح سے بھائی امام تم ہوتے

۴۷

یہ کہہ کے خیمے سے باہر گئے جو شاہِ انام
قریب آ گئے سب ناصرانِ خوش انجام
کیا ہر اک نے ادب سے امامِ دیں کو سلام
دعائیں دے کے کہا شاہ نے کرو آرام
بہت اٹھا چکے ایذا سفر تمام کرو
یہی ہے آخری منزل یہیں قیام کرو

۴۸

بسا جو دشتِ مصیبت میں کاروانِ حسینؑ
شروع ہو گیا آتے ہی امتحانِ حسینؑ
گھِرے تھے خاروں میں گلہائے بوستانِ حسینؑ
ہزاروں لاکھوں تھے ہر سمت دشمنانِ حسینؑ
لگا رہے تھے عدو بات بات پہ پہرے
تھی ساتویں کہ لگائے فرات پر پہرے

۴۹

نویں کو نرغۂ اعداء میں گھر گئے شبیرؑ
نڈھال پیاس کے مارے تھے گودیوں میں صغیر
بغیرِ آب تڑپتے تھے اصغرِؑ بے شیر
گلے کو چوم کے کہتی تھی مادرِ دلگیر
کوئی حسینؑ سے کہہ دے پسر بلاتا ہے
تمہارا ہدیۂ آخر ابھی سے جاتا ہے

۵۰

یہ سن کے شاہ نے آ کر پسر کو پیار کیا
نجانے کان میں کیا بے زباں کے جھک کے کہا
کہ اس کے بعد نہ اس غنچہ لب نے دودھ پیا
نہ پانی مانگا نہ رویا جھولے میں تڑپا
کبھی جو دیکھنے شہ مہ لقا کو آتے تھے
ہمک کے اصغرِؑ بے شیر مسکراتے تھے

۵۱

حسینؑ کہتے تھے شاباش میرے لختِ جگر
خدا کا شکر ہوئے تم شریکِ صبرِ پدر
گذارے تم نے جو چھ ماہ گود میں رہ کر
یہ مقتضائے محبت ہے اے علی اصغرؑ
نہ ہم سے ہوگے جدا تم نہ تم سے ہم ہوں گے
یقین ہے داخلِ باغِ جناں بہم ہوں گے

۵۲

شہید ہو چکے جب رَن میں ناصرانِ حسینؑ
اجاڑا باغیوں نے آہ بوستانِ حسینؑ
پہنچ کے لٹ گیا منزل پہ کاروانِ حسینؑ
تھے قتلِ شاہ پہ آمادہ دشمنانِ حسینؑ
ہر اک کو یاد شہِ تشنہ کام کرتے تھے
امام حجتِ آخر تمام کرتے تھے

۵۳

جب آئی خیمہ میں آوازِ استغاثۂ شاہ
گرا زمین پہ جھولے سے شہ کا نورِ نگاہ
اشارہ تھا کوئی لے کر چلے سوئے جنگاہ
کروں گا تیغِ زباں سے میں دشمنوں کو تباہ
وہ شیر، مہد میں اژدر کو جس نے چیرا ہے
بتاؤں گا علی اصغرؑ اسی کا پوتا ہے

۵۴

زمیں پہ گر کے جو بے ہوش ہو گیا بے شیر
اٹھا کے گود میں چلّائی بانوئے دلگیر
ہوا جو شور تو میدان سے پھرے شبیرؑ
ہوئے خیام میں داخل بحالتِ تغیُّر
ہر ایک بی بی کو شہ نے بچشمِ نم دیکھا
شہید ہونے سے پہلے پسر کا غم دیکھا

۵۵

کہا حسینؑ نے اے بانوئے خجستہ خصال
قریب لا کے دکھاؤ مجھے صغیر کا حال
کسے خبر نہیں بے شیر پیاس سے ہے نڈھال
بجا حواس رکھو صبر کا ہے نیک مآل
خدا نے چاہا تو ابِ لقا پلائیں گے
خدنگِ مرگ عطش سے اسے بچائیں گے

۵۶

یہ سن کے زینبِؑ ذی جاہ نے کہا بھائی
صدا حضور کی دشتِ وغا سے جب آئی
تڑپ کے جھولے سے اصغرؑ نے لی وہ انگڑائی
خدا گواہ مجاہد کی شان دکھلائی
یہ مدعا تھا کہ جا کر پدر کو شاد کروں
نہیں ہے اب کوئی ناصر تو میں جہاد کروں

۵۷

یہ حال دیکھ کے مجھ کو وہ بات یاد آئی
خبر جب اس کی ولادت کی آپ نے پائی
طلب کیا تو اٹھا کر میں سامنے لائی
کہا تھا دیکھ کے صورت یہ آپ نے بھائی
تمہارا ننھا مجاہد بڑا جری ہوگا
یہ شمعِ بزمِ شہادت کی روشنی ہوگا

۵۸

کہا حسینؑ نے زینبؑ نے جب کیا یہ کلام
جو کہہ گئے ہیں نبیؐ اس کو جانتا ہے امام
بہن شہیدوں کی فہرست میں ہے اس کا بھی نام
مقابل اس کے بھی ہوگی عدو کی فوج تمام
کرے گا تیغِ زباں سے دلِ عدو زخمی
بلا کے دشت میں تڑپیں گے چار سو زخمی

۵۹

سنی جو بانوئے بے کس نے شہ کی یہ تقریر
قریب آ گئی بچے کو لے کے وہ دلگیر
کہا کہ دیکھیے کس درجہ حال ہے تغیُّر
بغیر آب نہ مرجائے اصغرِؑ بے شیر
ملے جو راہ تو دریا پہ جایئے صاحب
مرے صغیر کو پانی پلایئے صاحب

۶۰

کہا یہ شاہ نے بہتر ہے لاؤ اصغرؑ کو
اتارا گود سے بانو نے اپنے دلبر کو
نگاہِ یاس سے دیکھا پسر نے مادر کو
یہ دیکھ کر نہ رہی تابِ ضبط سرور کو
پسر کو ہاتھوں پہ خیمے سے لے کے جانے لگے
تمام اہل حرم اشکِ غم بہانے لگے

۶۱

نکل کے خیمے سے شاہِ امم نے جب دیکھا
کہ دھوپ پھیلی ہے دشتِ بلا میں حد سے سوا
ہوا خیال تپش کی نہ ہو کہیں ایذا
ٹھہر کے بچے پہ دامن عبا کا ڈال دیا
کہا عدو نے لڑائی سے ہاتھ اٹھاتے ہیں
حسینؑ صلح کو قرآن لے آتے ہیں

۶۲

تمام ہو چکے سب شہہ کے ناصر و یاور
شہید ہو گئے عباسؑ و قاسمؑ و اکبرؑ
نہ کوئی قوتِ بازو ہے اب نہ نورِ نظر
جہاں ہے آنکھوں میں تاریک جھک گئی ہے کمر
قرینہ کہتا ہے تصویرِ یاس ہیں شبیرؑ
خیالِ اہل حرم میں اداس ہیں شبیرؑ

۶۳

اُدھر یہ ذکر تھا اس سمت حضرت شبیرؑ
پہنچ کے ہو گئے استادہ نزدِ فوجِ کثیر
ہٹا کے چہرے سے دامن دکھائی شکلِ صغیر
کہا کہ پیاس سے ہے جاں بلب میرا بے شیر
سوال کرتا ہوں میں بے زباں کو پانی دو
مرے صغیر کو تشنہ دہاں کو پانی دو

۶۴

بغیر آب وغذا تین دن سے یہ ہے نڈھال
جو اس کو دودھ بھی ملتا تو میں نہ کرتا سوال
ہے اس کی مادرِ مجبور کو بھی سخت ملال
تڑپ کے کہتی ہے ہئے ہئے میں کیا کروں میرے لال
یہ جب نکال کے سوکھی زباں دکھاتا ہے
خدا گواہ کہ دل میرا بیٹھا جاتا ہے

۶۵

کلامِ شہ کا ہوا جب نہ ظالموں پہ اثر
کہا حسینؑ نے بیٹے سے میرے نورِ نظر
عیاں ہے تم بھی تو ہو حجتِ خدا کے پسر
خود ان سے مانگ لو پانی کا جام اے اصغرؑ
نہ دیں جو آب تو دنیا سے نام کر کے چلو
ہمارے ساتھ ہی حجت تمام کر کے چلو

۶۶

یہ سن کے اصغرِؑ بے شیر تھرتھرانے لگے
سنبھالا شاہ نے جب دست و پا ہلانے لگے
لبوں پہ سوکھی زباں اس طرح پھرانے لگے
کہ جیسے تیغ کوئی منچلا چلانے لگے
یہ کہہ کے لشکر اعداء نے منہ پھرایا ہے
چلو صغیر مجاہد کو غیض آیا ہے

۶۷

پلا دے جلد مئے خوشگوار اے ساقی
ہے دل پہ شاق تیرا انتظار اے ساقی
نہیں ہے زیست کا کچھ اعتبار اے ساقی
عطا ہوں جام مجھے بے شمار اے ساقی
بڑھے خمار تو مجلس کو ہوشیار کروں
پسندِ خاطرِ احباب اختصار کروں

۶۸

پھر اس کے بعد یہ موقع مجھے ملے نہ ملے
میری حیات کا یہ سلسلہ رہے نہ رہے
یہ رنگ بزمِ عزا میں کبھی جمے نہ جمے
مرا کلام کوئی اس طرح سنے نہ سنے
وہ مے پلا جسے خوش ہو کے شیر خوار پیئیں
وہ مے کہ پیر و جواں جس کو بار بار پیئیں

۶۹

وہ مئے پلا کہ ضعیفی گھٹے شباب بڑھے
وہ مئے کہ جتنی زیادہ پیوں ثواب بڑھے
جو بے حساب چڑھاؤں تو بے حساب بڑھے
مگر خیال رہے یہ نہ اضطراب بڑھے
کھڑے ہیں بادشہِ ذی وقار میداں میں
جہاد کرتا ہے اک شیر خوار میداں میں

۷۰

بہا کے کہتے ہیں یہ فوج کے جواں آنسو
سنا رہے ہیں ہمیں غم کی داستاں آنسو
یقیں ہے جائیں گے لے کر ہماری جاں آنسو
ہوئے ہیں گھوڑوں کی آنکھوں سے بھی رواں آنسو
بڑھے نہ اشکوں کا طوفاں یہی خیال ہوا
تمام راکب و مرکب کا ایک حال ہوا

۷۱

فگار یوں ہوئے تیغِ زباں سے قلب و جگر
تڑپ تڑپ کے یہ آپس میں بولے بانئ شر
لگیں بدن پہ جو زخمِ سناں و تیر و تبر
تو چند روز میں بھر جائیں سب کے سب وہ مگر
یہ زخم وہ ہیں جو تا زیست بھر نہیں سکتے
علاج ان کا اَطِبّا بھی کر نہیں سکتے

۷۲

دلوں پہ ان کے جو تیغِ زباں کے وار چلے
تڑپ کے رہ گئے پیدل اگر سوار چلے
بڑھا جو درد تو کچھ ہو کے بے قرار چلے
جو نہر کے تھے محافظ وہ اشک بار چلے
کہا حسینؑ نے شاباش اضطراب نہیں
سوال آب کا اصغرؑ ترے جواب نہیں

۷۳

پھرا کے ہونٹوں پہ سوکھی ہوئی زباں تو نے
ہلا دی ظلم کی بنیاد میری جاں تو نے
کیا زمانے میں یوں رازِ حق عیاں تو نے
اڑا دیں دامنِ باطل کی دھجیاں تو نے
جہاد راہِ خدا میں کیا امام کے ساتھ
رہے گا نام ترا اب ہمارے نام کے ساتھ

۷۴

مجھے یقین ہے ہوتے اگر جواں بیٹا
اٹھاتے دوش پہ حیدرؑ کا تم نشاں بیٹا
تڑپتے گھاٹ پہ دریا کے پاسباں بیٹا
عدو کا ہوتا ترائی میں خوں رواں بیٹا
نہ ہوتی شام کہ فوجیں بھگا کے دم لیتے
علیؑ کی شان سے کوفے میں جا کے دم لیتے

۷۵

یہ سن کے خیمے سے گھبرا کے ابنِ سعد چلا
بگڑ کے فوجوں پہ یہ حرملہ سے اس نے کہا
نشانہ کرتا نہیں ہے کبھی خطا تیرا
کماں دوش سے لے اور دکھا کمال اپنا
ابھی جو قطعِ کلامِ امامؑ ہو جائے
یہ جنگ ختم ہو قصّہ تمام ہو جائے

۷۶

یہ حکم سنتے ہی ظالم نے جوڑا چلّے میں تیر
غضب ہوا کہ چھدا حلقِ اصغرؑ بے شیر
لگا جو تیر تو بولے یہ حضرتِ شبیرؑ
بتاؤ ظالمو معصوم کی تھی کیا تقصیر
سوال پر بھی نہ اس تشنہ لب کو آب دیا
ستم کی حد نہ رہی تیر سے جواب دیا

۷۷

یہ کہہ کے شاہ نے کھینچا گلے سے بچے کے تیر
نہ تڑپا اور نہ رویا وہ شہ کا ماہِ منیر
کہا حسینؑ نے صد مرحبا مرے بے شیر
ہزار جان سے تجھ پر نثار ہو شبیرؑ
مرے صغیر میرے گلعذار کیا کہنا
یہ تیری ہمتِ مردانہ وار کیا کہنا

۷۸

کدھر ہیں دیکھنے آئیں ذرا خلیل اللہ
جناں سے اپنے پسر کو بھی لائیں وہ ہمراہ
ہمارے ہاتھوں پہ پیشِ نظر ہے نورِ نگاہ
گلا چھدا چکا لیکن نہیں زبان پہ آہ
تڑپ کے شوقِ شہادت میں گھر سے آیا تھا
یہ تیر حلق پہ کھا کر بھی مسکرایا تھا

۷۹
مرا خیال ہے آئیں گے وہ جو بے تاخیر
کہیں گے دیکھ کے بے شک یہ حالت بے شیر
نہ ہوگا اور نہ ہوا اس کا کوئی مثل و نظیر
یہی ہے آیۂ ذبحِ عظیم کی تفسیر
یہ مانا سارے شہیدوں سے سِن میں اصغر ہے
مگر یہ ننھا مجاہد شہیدِ اکبر ہے

۸۰
ابھی یہ کہتے تھے دل میں امام جن و بشر
کہ دیکھا ہچکیاں رک رک کے لیتے ہیں اصغرؑ
لگا کے سینے سے شہ نے کہا مرے دلبر
پدر کی جاں فدا ہو تمہاری ہمت پر
نہ تڑپے اور نہ کراہے نہ اشکبار ہوئے
خدا گواہ شہادت کے شاہکار ہوئے

۸۱
نکل چکا جو پسر کا پدر کے ہاتھوں پہ دم
سوئے خیام چلے لے کے تب امام امم
ابھی روانہ ہوئے تھے وہاں سے چند قدم
کبھی بڑھے کبھی پیچھے ہٹے شہِ عالم
خیالِ مادرِ اصغرؑ جو غم بڑھاتا تھا
قدم اٹھاتے تھے دل شہ کا بیٹھ جاتا تھا

۸۲
رہے جو خیمے سے کچھ دور شاہِ کرب و بلا
زمیں پہ رکھ دیا جھک کر صغیر کا لاشا
لگے بنانے لحد تیغ سے شہِ والا
بنی جو قبر تو اس میں لٹا کے فرمایا
خدا کی راہ میں سب گھر لٹا چکا ہے حسینؑ
لٹا کے سب درِ مقصود پا چکا ہے حسینؑ

۸۳
تمہارے لینے کو دادی جناں سے آئیں گی
اٹھا کے قبر سے جنت میں لے کے جائیں گی
خود اپنے ہاتھوں سے پانی تمہیں پلائیں گی
لِٹا کے سینے پہ آرام سے سلائیں گی
جو تم سے پہلے ہمیں چھوڑ کر سدھارے ہیں
درِ جناں پہ وہ سب منتظر ہمارے ہیں

۸۴
ہمارا حال اشاروں سے تم بتا دینا
گلا چھدا ہوا اپنا انہیں دکھا دینا
وہ پیار کرنے کو آئیں تو مسکرا دینا
ذرا سی دیر کو دل سے ہمیں بھلا دینا
وداع ہونے کو خیمے میں جاتے ہیں اصغرؑ
چلو تم آگے ابھی ہم بھی آتے ہیں اصغرؑ

۸۵
رواںؔ خموش مناسب نہیں ہے طولِ کلام
زمیں میں چاند کو اپنے چھپا چکے ہیں امامؑ
غم و الم سے ہے لبریز تیری عمر کا جام
دعا یہ مانگ کہ چھلکے یہ پیشِ شاہِ انامؑ
تو محوِ ذکرِ شہنشاہِ کائناتؑ میں ہے
ازل سے نام تیرا دفترِ حیات میں ہے